حاجت وضرورت اورمصیبت سے چھٹکارا پانے کیلئے سورہ یس کی تلاوت کرنا

﴿قراءة عدية يس لقضاء الحاجات وتفريج الكربات﴾

[أردو- الأردية - Urdu]

محمد صالح المنجد

مراجعہ: شفیق الرحمن ضیاء اللہ مد نی

2009 - 1430

islamhouse.com

﴿ قراءة عدية يس لقضاء الحاجات وتفريج الكربات﴾

«باللغة الأردية»

محمد صالح المنجد

مراجعة : شفيق الرحمن ضياء الله المدني

2009 - 1430

islamhouse.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حاجت وضرورت اورمصیبت سے چھٹکارا پانے کیلئے سورہ یس کی تلاوت کرنا

سوال: برائے مہربانی ہمیں ایسے طریقہ کے متعلق معلومات فراہم کریں جوہم میں وراثتاً چلا آ رہا ہے اورہم نے یہ بہت سارے مشائخ اورعلماء سے سوریا میں سیکھا ہے ،میں یقینی طورپراسکے صحیح ہونے کا علم نہیں رکھتا،حاجات وضرورت پوری کرانے اورہمارے معاشرے میں بہت ساری خواہشات ورغبا ت پوری کرانے کے اس طریقہ کا التزام کیا جاتا ہے اسکے اسلوب میں ایک یہ بھی ہے کہ : اکتالیس مرتبہ سورہ یس انفرادی یا اجتماعی طورپرتقسیم کرکےتلاوت کی جاتی ہے یا پھر بعض آیات تکرارکے ساتھ معین تعداد میں پڑھی جاتی ہے اوربعد میں ایک معین دعا بھی کی جاتی ہے، یا پھرنبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پرمعین درود (دس ہزاربار) انفراداً یا اجتماعی طورپرآپس میں تقسیم کرکے پڑھتے ہیں کہ ہرایک اسمیں سے کچھ حصہ پڑھتا ہے.

اکثرلوگوں سے میں نے کہا کہ یہ صحیح نہیں یا پھریہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ سنت نہیں ہے تووہ بہت شدت کے ساتھ اسکا دفاع کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اسکے بہت فوائد ہیں اوریہ تجربہ شدہ ہے.

الحمد لله:

آپ نے بیان کیا ہے کہ معین تعداد میں سورۃ یس وغیرہ کی تلاوت یا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر معین تعداد میں انفرادی یا اجتماعی درود پڑھنا تا کہ مشکلات حل ہوں اور ضروریات پوری کی جا سکیں شریعت میں اس کی کوئی دلیل نہیں ملتی، اور یہ بدعات میں شامل ہوتی ہے.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جس کسی نے بھی ہمارے اس دین میں کوئی نیا کام نکالا جو اس میں سے نہیں تو وہ مردود ہے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (٢٦٩٧) صحیح مسلم حدیث نمبر (١٧١٨).

اہل علم کے ہاں یہ بات طے شدہ ہے کہ عبادت اصلا اور وصفا اور جگہ و وقت میں مشروع ہونی چاہیے، اور جس عدد و کیفیت اور ہیئت کی شرعی دلیل ثابت نہ ہو اس کا التزام کرنا بدعت شمار ہو گا.

شاطبی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

تو پھر بدعت کی تعریف یہ ہوئی : دین میں ایجاد کردہ نیا طریقہ جو شریعت کے مشابہ ہو، اس پر چلنے سے اللہ کی عبادت میں مبالغہ کرنا مقصود ہو،تو یہ بدعت کہلاتا ہے...

اور اسی میں سے معین کیفیت وہیئت کا التزام کرنا ہے

، مثلا ایك ہی آواز میں اجتماعی ذکر کرنا، اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے دن کو جشن منانا اور اسے عید ماننا اور اس طرح کے دوسرے امور.

اور اسی میں سے معین عبادات کا معین اوقات میں التزام کرنا بھی ہے جن کی تعیین شریعت میں نہیں ملتی ، مثلا پندرہ شعبان کو نصف شعبان کا روزہ رکھنا، اور اس رات قیام کرنا " انتہی

دیکھیں: الاعتصام (١ / ٣٧ - ٣٨).

اور یہ (عمل) لوگوں کے طریقہ میں شامل ہے اور وراثت میں ملا ہے، یا پھر اس پر بعض نتائج مرتب ہوتے ہیں اس کی مشروعیت پر دلالت نہیں کرتا، بلکہ اقوال و اعمال کا معیار و میزان تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال و اقوال ہیں اس لیے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و اعمال کے موافق ہو اسے قبول کیا جائیگا، اور جو مخالف ہو وہ مردود ہے چاہے اس کا قائل و عامل کوئی بھی ہو.

یہاں یہ کہا جائیگا کہ:

اگر یہ کوئی خیر و بھلائی ہوتی تو ہم سے اس کام میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کرام سبقت لے جاتے خاص کر جبکہ اس کا مقتضی پایا جاتا تھا، کیونکہ بہت سارے صحابہ کرام اذیت و ظلم کا شکار ہوئے، لیکن اس کے باوجود کسی سے ثابت نہیں کہ کسی ایك صحابی نے ایسا کیا ہو، اور نہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اس طرف راہنمائی فرمائی.

اور خیر و بھلائی تو صرف سلف رحمہ اللہ کی اتباع و پیروی میں ہے، اور ہر قسم کا شر و برائی بعد میں آنے والوں کی بدعات میں ہے.

حاصل یہ ہوا کہ ان بدعات سے اجتناب کرنا اور دور رہنا متعین ہو جاتا ہے، اور مشروع اذکار و دعاؤں کا التزام کرنا (ضرورہوجاتا ہے) جنہیں اللہ تعالی نے حاجات پوری کرنے اور رغبات کے حصول کا سبب بنایا ہے.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے: (أَمْ مَنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الأَرْضِ أَإِلَهٌ مَعَ اللَّهِ قَلِيلا مَا تَذَكَّرُونَ) النمل/٦٢ ،

" بے کس و لاچار کی پکار کو جب وہ پکارے تو کون قبول کر کے اس کی سختی کو دور کرتا دیتا ہے ؟ اور تمہیں زمین کا خلیفہ بنتا ہے، کیا اللہ تعالی کے ساتھ کوئی اور معبود ہے ؟ تم بہت کم نصیحت و عبرت حاصل کرتے ہو"- (النمل : ٦٢)

اور ایك مقام پر اللہ رب العزت کا فرمان اس طرح ہے:

(وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ) البقرة/١٨٦

"جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے دریافت کریں تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں ہر پکارنے والے کی پکار کو

جب کبھی وہ مجھے پکارے قبول کرتا ہوں، اس لیے لوگوں کو بھی چاہیے کہ وہ میری بات مان لیا کریں اور مجھ پر ایمان رکھیں، یہی ان کی بھلائی کا باعث ہے" (البقرة :١٨٦).

اور ترمذی و ابو داود نے بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایك شخص کو دعا کرتے ہوئے سنا وہ دعا میں کہہ رہا تھا:

(اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنِّي أَشْهَدُ أَنَّكَ أَنْتَ اللَّهُ لا إِلَهَ إِلا أَنْتَ الأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ)

"اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور یقینا میں گواہی دیتا ہوں کہ یقینا تو ہی معبود برحق ہے تیرے علاوہ کوئی اور معبود نہیں، تو احد و صمد اکیلا و یکتا اور بے نیاز ہے جو نہ کسی سے جنا گیا

ہے اور نہ ہی اس نے کسی کو جنا ہے اور اس کا کوئی ہمسر نہیں "

-

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس نے اللہ کے اسم اعظم کا واسطہ دے کر دعا مانگی ہے جس کے ساتھ جب دعا کی جائے تو قبول ہوتی ہے "

سنن ترمذی حدیث نمبر (٣٤٧٥) سنن ابو داود حدیث نمبر (١٤٩٣

).

ابن ماجہ اور ترمذی نے انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے

کہ:

" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے تو ایك شخص نماز کے بعد دعا کرتے ہوئے یہ کہہ رہا تھا:

" اللَّهُمَّ لا إِلَهَ إِلا أَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِيعُ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ ذَا الْجَلالِ وَالإِكْرَامِ "

اے اللہ! تیرے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے، یا ذالجلال و الاکرام"

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" کیا تمہیں معلوم ہے کہ اس نے کس کے ساتھ دعا کی ہے ؟

اس نے اللہ کے اسم اعظم کے ساتھ دعا کی ہے یہ وہ اسم اعظم ہے جس کے ساتھ دعا کی جائے تو دعا قبول ہوتی ہے اور جب سوال کیا جائے تو طلب پوری ہوتی ہے "

سنن ترمذی حدیث نمبر (٣٥٤٤) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (٣٨٥٨) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ترمذی میں اسے صحیح کہا ہے۔

والله اعلم .